حضرت مفتی محمد صادق صاحب

تصنیف

ساجد محمود بٹر

شائع کردہ: مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

حضرت مفتی محمد صادق صاحب

حضرت مسیح موعودؑ کے عشاق میں سے ایک اہم نام حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا بھی ہے۔ بہت ابتدائی عمر میں آپ نے احمدیت سے ناطہ جوڑا۔ براہ راست امام زمان سے تربیت پائی اور پھر دور دیسوں تک اس روشنی اور نور کو پھیلانے کا فریضہ سرانجام دیا۔ اطاعت امام اور خدمت دین کی تڑپ آپ کے نمایاں اوصاف میں سے تھے۔ دعوت الی اللہ کے کام کو بے انتہا جذبہ اور جوش سے سرانجام دینے والے یہ پاک وجود اور ان کی زندگی آج ہمیں بھی دعوت عمل دیتی ہے اور یہ سمجھاتی ہے کہ اس روشنی اور نور کو پھیلانے کیلئے ہمیں بھی اپنا ایک ایک لمحہ وقف کرنا چاہئے۔

والسلام

خاکسار

فرید احمد نوید

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

پیش لفظ

عزیز ساتھیو! حضرت مفتی محمد صادق صاحب بچپن ہی سے بزرگوں کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے۔آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی ذات اور خلفاء سے عشق تھا۔ اسی طرح آپ بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کے خلفاء کے محبوب خدام میں سے تھے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کے خلفاء کا ہی فیض تھا کہ حضرت مفتی صاحب اپنی ذات میں علم کا ایک سمندر گنے جاتے تھے۔ آپ کو انگلستان اور امریکہ جیسے دور دراز علاقوں میں احمدیت کا پیغام پہنچانے کی سعادت ملی۔خود بھی اعلیٰ درجہ کی خدمت کی توفیق پائی اور ہمارے لئے قابل تقلید نمونہ چھوڑ گئے۔اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو!

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے اس بابرکت موقع پر خلافت کے جانثاروں کے بارے میں تعارفی کتب شائع کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔زیر نظر کتاب مکرم ساجد محمود بٹر صاحب کے قلم سے لکھی گئی ہے،اور یہ اس کی پہلی طباعت ہے۔خاکسار اس کتاب کی تیاری میں مکرم مدثر احمد مزمل صاحب اور مکرم منصور احمد ضیاء صاحب کی معاونت کا تہہ دل سے شکرگزار ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

والسلام

خاکسار

حافظ محمد ظفر اللہ کھوکھر

مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

حضرت مفتی محمد صادق صاحب

پیدائش

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی پیدائش 13 جنوری 1872ء بروز جمعرات بھیرہ میں ہوئی۔بھیرہ اُس زمانے میں ضلع شاہ پور میں تھا لیکن اِس وقت ضلع سرگودھا میں ہے۔

خاندانی تعارف

آپ کے والد ماجد کا نام مفتی عنایت اللہ صاحب اور والدہ محترمہ کا نام حضرت فیض بی بی صاحبہ تھا۔آپ کے والد صاحب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے قبل ہی وفات پا چکے تھے۔جبکہ آپ کی والدہ محترمہ نے 1896ء یا 1897ء میں قادیان آکر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔ جب آپ اپنی والدہ کے ہمراہ قادیان سے واپس جانے لگے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آپ کو چھوڑنے کے لئے یکہ والی جگہ تک آئے اور کھانا منگوایا تاکہ سفر میں ساتھ لے جاسکیں۔لنگر والوں نے کھانا بغیر کسی کپڑے کے بھجوا دیا۔حضورؑ نے اپنے عمامہ مبارک میں سے ایک گز کے قریب کپڑا اپھاڑ کر اس میں کھانا باندھ دیا۔

(ذکرِ حبیب صفحہ 45)

تعلیم

آپ کی ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے گھر پر ہی ہوئی۔9سال کی عمر میں تیسری جماعت میں داخل ہوئے اور15 سال کی عمر میں مڈل پاس کرلیا۔قرآن مجید آٹھ نو سال کی عمر میں محلے کے ایک مولوی اوران کی اہلیہ سے پڑھ چکے تھے۔

(لطائف صادق صفحہ 121)

صحبت نورالدین

1888ء میں آپ کے والد محترم آپ کو حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاوّل) کے پاس قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے کے واسطے جموں چھوڑ آئے۔آپ تقریباً6ماہ حضرت مولانا صاحب کے پاس جموں میں رہے۔حضرت مولانا نورالدین صاحب سے آپ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا ذکر سنتے رہے اوراسی وجہ سے آپ کے دل میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے متعلق ایک حُسن ظَن پیدا ہوگیا۔

ایک دفعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جموں گئے تو حضرت مفتی صاحب کو دیکھ کر حضرت خلیفہ اوّل سے آپ کے حالات دریافت فرمائے اور پھر درخواست کی کہ مفتی صاحب کو ان کے ساتھ سیالکوٹ بھیج دیا جائے جہاں یہ سکول میں داخل ہوکر میٹرک کرلیں اور قرآن مجید کا ترجمہ مجھ سے پڑھتے رہیں۔حضرت مولوی صاحب نے اجازت دے دی اور آپ مولوی صاحب کے ساتھ سیالکوٹ چلے گئے۔جب یہ

خبر حضرت مفتی صاحب کے والد کو ملی تو وہ سیالکوٹ پہنچے اور آپ کو بھیرہ واپس لے آئے۔اور وہاں میٹرک میں داخل کرادیا۔1890ء میں آپ نے میٹرک پاس کرلیا۔

پہلا سفر قادیان

1890ء میں آپ نے انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور جموں جاکر ہائی سکول میں بطور مدرس ملازم ہوگئے۔سکول میں جب رخصتیں ہوئیں تو آپ نے قادیان کی طرف اپنا پہلا سفر کیا۔اس سفر کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں:

’’غالباً دسمبر 1890ء تھا۔سردی کا موسم تھا۔بٹالہ سے میں اکیلا ہی یکہ میں سوار ہوکر آیا اور بارہ آنہ کرایہ دیا۔حضرت مولانا صاحب مولوی نورالدین نے مجھے حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام ایک سفارشی خط دیا تھا۔حضرت کے مکان پر پہنچ کر وہ خط میں نے اُسی وقت اندر بھیجا۔حضرت صاحبؑ فوراً باہر تشریف لائے۔فرمایا: مولوی صاحب نے اپنے خط میں آپ کی بہت تعریف کی ہے۔مجھ سے پوچھا کیا آپ کھانا کھا چکے ہیں۔تھوڑی دیر بیٹھے اور پھر اندرون خانہ تشریف لے گئے۔‘‘

(ذکر حبیب صفحہ 4)

اگلے دن جب حضرت مسیح موعودعلیہ السلام سیر کے لئے گئے تو آپ بھی حضور کے ساتھ سیر پر تشریف لے گئے۔

دوسرے یا تیسرے دن آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرلی اور ''آخرین'' کے خوش نصیب گروہ میں شامل ہوگئے۔

قادیان میں آپ 1890ء میں بیعت کرکے اپنی ملازمت پر جموں واپس چلے گئے۔آپ جموں میں ہائی سکول میں انگریزی کے استاد تھے۔

اس کے بعد آپ جب تک جموں رہے آپ دیوانہ وار ہر سال موسم گرما کی رخصتوں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور حضور کی صحبت میں اپنی جھولی کو برکات اور روحانی نعمتوں سے مالامال کرتے رہے۔ بعض دفعہ آپ سال میں دو دو دفعہ بھی جموں سے قادیان آتے رہے۔1895ء میں آپ نے ایف اے کا امتحان پرائیویٹ طور پر جموں میں ہی پاس کیا تھا۔اسی سال آپ اگست یا ستمبر میں جموں کی ملازمت ترک کرکے اسلامیہ سکول لاہور میں آگئے۔چھ ماہ آپ یہاں ملازم رہے۔پھر آپ لاہور میں ہی اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے دفتر میں کلرک ہوگئے اور قادیان ہجرت تک جو 1901ء میں ہوئی آپ اسی دفتر میں ملازم رہے۔

دور مسیح موعود علیہ السلام میں آپ کی خدمات

حضرت مفتی محمد صادق صاحب جنوری 1901ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی منشاء کے مطابق ہجرت کرکے قادیان آگئے اور حضور علیہ السلام کے حکم سے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور سیکنڈ ہیڈ ماسٹر کام کرنے لگ گئے۔بعد

میں آپ اس سکول کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے اور مارچ 1905ء تک اس ذمہ داری کو نبھاتے رہے۔

بطور ایڈیٹر ''البدر'' تقرری

مارچ 1905ء میں اخبار البدر کے ایڈیٹر حضرت منشی محمد افضل خاں صاحب وفات پاگئے۔اور حضرت مفتی صاحب کی خدمات تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ہیڈ ماسٹری سے اخبار ''البدر'' کی ایڈیٹری کی طرف منتقل ہوگئیں۔آپ کے ''البدر'' کے ایڈیٹر بننے پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا:

''میں بڑی خوشی سے یہ چند سطریں تحریر کرتا ہوں۔کہ اگرچہ منشی محمد افضل مرحوم ایڈیٹر اخبار البدر قضائے الٰہی سے فوت ہوگئے ہیں۔مگر خدا تعالیٰ کے شکر اور فضل سے ان کا نعم البدل اخبار کو ہاتھ آگیا ہے۔ یعنی ہمارے سلسلہ کے ایک برگزیدہ رکن، جوان، صالح اور ہر یک طور سے لائق، جن کی خوبیوں کے بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔یعنی مفتی محمد صادق صاحب بھیروی قائم مقام منشی محمد افضل صاحب مرحوم ہوگئے ہیں۔

میری دانست میں خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے اس اخبار کی قسمت جاگ اٹھی ہے کہ اس کو ایسا لائق اور صالح ایڈیٹر ہاتھ آیا۔خدا تعالیٰ یہ کام ان کے لئے مبارک کرے اور ان کے کاروبار میں برکت ڈالے۔ آمین ثم آمین''

(ذکر حبیب صفحہ 332)

عبرانی زبان سیکھنا

حضرت مفتی صاحب کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ہیڈ ماسٹری اور اخبار ''البدر'' کی ایڈیٹری کے علاوہ اور بھی بہت ساری خدمات جلیلہ کی توفیق ملی۔ان عظیم الشان خدمات میں سے آپ کو ایک خدمت یہ کرنے کا موقع ملا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو ارشاد فرمایا کہ عبرانی سیکھیں۔ان دنوں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی معرکۃ الآ راء کتاب ''منن الرحمان'' لکھ رہے تھے۔جس میں آپ ثابت کر رہے تھے کہ عربی زبان **اُمُّ الْاَ لْسِنَہ** یعنی تمام زبانوں کی ماں ہے۔اس سلسلے میں حضور علیہ السلام کو عبرانی زبان کی بھی ضرورت محسوس ہوئی تا اہل دنیا پر واضح کیا جا سکے کہ عبرانی زبان بھی عربی سے نکلی ہوئی ہے۔حضرت مفتی صاحب کو حضور کا یہ حکم سن کر بہت خوشی ہوئی کہ خدا نے خدمت کا موقع دیا ہے۔ان دنوں آپ لاہور میں ملازم تھے چنانچہ آپ نے لاہور میں عبرانی سیکھی اور عبرانی الفاظ حضور کی خدمت میں پیش کئے جن سے حضور علیہ السلام نے یہ ثابت کیا کہ یہ زبان بھی عربی سے نکلی ہوئی ہے۔

دعوت الی اللہ کے خطوط

مسیح دوراں کا جو پیغام آپ نے سنا اور مھدیٔ زماں کے جس نور سے آپ منور ہوئے آپ کی شدید خواہش تھی کہ یہ نور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک بہت جلد پہنچ جائے اور تمام مخلوق اس عظیم فرستادہ پر ایمان لا کر اپنے حقیقی خدا تک پہنچ سکے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں آپ نے اس عظیم مقصد کو پورا کرنے کے لئے (دعوت الی اللہ) کے خطوط کا ایک سلسلہ شروع کر دیا۔یہ سلسلہ خطوط صرف ہندوستان تک محدود نہیں تھا بلکہ برطانیہ نے بھی اس چشمہ سے حصہ لیا اور امریکہ اور روس بھی اس سے فیض یاب ہوئے۔

سفر میں خدمت

حضرت مفتی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفروں میں حضور کی خدمت کے متعلق فرماتے ہیں:

''جس سفر میں حضرت (امّاں جان) حضورؑ کے ساتھ نہیں ہوتی تھیں۔اُس میں مَیں حضورؑ کے قیام گاہ میں حضورؑ کے کمرے کے اندر ہی ایک چھوٹی سی چارپائی لے کر سورہتا تھا۔تاکہ اگر حضورؑ کو رات کے وقت کوئی صورت پیش آئے۔تو میں خدمت کرسکوں۔چنانچہ اس زمانہ میں چونکہ مجھے ہوشیار اور فکرمند ہو کر سونا پڑتا تھا تاکہ ایسا نہ ہو کہ حضرت صاحبؑ مجھے کوئی آواز دیں اور میں جاگنے میں دیر کروں۔اس لئے اس وقت سے میری نیند بہت ہلکی ہوگئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اگر کبھی مجھے آواز دیتے تھے اور میری آنکھ نہ کھلتی تھی تو حضورؑ آہستہ سے اٹھ کر میری چارپائی پر بیٹھ جاتے تھے۔اور میرے بدن پر اپنا دست مبارک رکھ دیتے تھے۔جس سے مَیں جاگ پڑتا تھا۔اور سب سے پہلے حضورؑ وقت دریافت فرماتے تھے۔اور حضورؑ کو جب الہام ہوتا تھا۔

حضورؑ مجھے جگا کر نوٹ کروا دیتے تھے۔ چنانچہ ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ حضرتؑ نے مجھے الہام لکھنے کے لئے جگایا مگر اس وقت اتفاق سے میرے پاس کوئی قلم نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے ایک کوئلہ کا ٹکڑا لے کر اس سے الہام لکھا۔ لیکن اس وقت کے بعد سے مَیں ہمیشہ با قاعدہ پنسل یا فونٹین پَین اپنے پاس رکھنے لگا۔''

(ذکر حبیب صفحہ 319)

ڈاک کا انتظام

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ڈاک کا کام آپ کے سپرد ہوگیا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کی ہدایات کے ماتحت آپ ان خطوط کے جوابات تحریر فرماتے اور حضور علیہ السلام کے ارشادات لوگوں تک پہنچاتے۔ (ذکر حبیب صفحہ 390، 391)

ڈاکٹر ڈوئی کی ہلاکت

امریکہ کے ایک مشہور و معروف شخص ڈاکٹر ڈوئی نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقابلہ ہوا۔ یہ شخص بہت گندی زبان استعمال کرنیوالا تھا۔ اس کے لٹریچر میں انبیاء کے متعلق بہت گستاخی اور بے باکی کے الفاظ ہوتے تھے۔ دینِ حق کے خلاف بہت زیادہ جوش رکھتا تھا۔ اور مسلمانوں کو تمام دنیا سے کچل ڈالنے اور ہلاک کرنے کے

بڑے بڑے دعوے کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مقابلہ کے نتیجے میں یہ شخص تنہا رہ کر انتہائی حسرت اور ناکامی کی حالت میں مرا۔

ڈاکٹر ڈوئی (Dr. Dowie) کے ساتھ رابطے کا بنیادی محرک بھی حضرت مفتی محمد صادق صاحب ہوئے تھے اور انہی کے ذریعے ڈوئی کا لٹریچر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک پہنچا جس کی تفصیل آپ کی کتاب ''ذکر حبیب'' میں درج ہے۔ یہ کتاب حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے متعلق اپنی یادوں پر مبنی تحریر فرمائی ہے۔

روس کی مشہور و معروف شخصیت کاؤنٹ ٹالسٹائی (Count Tolstoy) کو بھی آپ نے خطوط کے ذریعہ دعوت الی اللہ کی۔ اس کا تفصیلی ذکر بھی ''ذکر حبیب صفحہ 399 تا 401'' پر موجود ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آپ پر شفقت کے چند نمونے

حضرت مفتی محمد صادق صاحب اپنے آقا و مطاع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنے پیارے مرید پر شفقت کے نمونے بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

وضو کے واسطے پانی لا دیا

ایک دفعہ میں وضو کے واسطے پانی کی تلاش میں لوٹا ہاتھ میں لئے اُس دروازے کے اندر گیا جو بیت مبارک میں سے حضرت صاحبؑ کے اندرونی مکانات کو جاتا ہے۔

تا کہ وہاں حضرت صاحبؑ کے کسی خادم کو لوٹا دے کر پانی اندر سے منگواؤں۔ اتفاقاً اندر سے حضرت صاحبؑ تشریف لائے۔ مجھے کھڑا دیکھ کر فرمایا۔ آپ کو پانی چاہیئے۔ میں نے عرض کی ہاں حضور۔ حضورؑ نے لوٹا میرے ہاتھ سے لے لیا۔ اور فرمایا۔ میں لا دیتا ہوں اور خود اندر سے پانی ڈال کر لے آئے اور مجھے عطا فرمایا۔

مخدوم نے خدمت کا نمونہ دکھایا

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آیا ہوا تھا۔ غالباً 1897ء یا 1898ء کا واقعہ ہوگا۔ مجھے حضرت صاحبؑ نے (بیت) مبارک میں بٹھایا جو کہ اس وقت ایک چھوٹی سی جگہ تھی۔ فرمایا کہ آپ بیٹھئے مَیں آپ کے لئے کھانا لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپؑ اندر تشریف لے گئے۔ میرا خیال تھا کہ کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے۔ مگر چند منٹ کے بعد جبکہ کھڑکی کھلی تو مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے ہاتھ سے سینی اٹھائے ہوئے میرے لئے کھانا لائے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ آپ کھانا کھایئے مَیں پانی لاتا ہوں۔ بے اختیار رقت سے میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے کہ جب حضرت ہمارے مقتداء پیشوا ہو کر ہماری یہ خدمت کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر خدمت کرنی چاہیئے۔

ایک دفعہ حضرت مفتی صاحب حضور علیہ السلام کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ سردیوں کے دن تھے اور آپ کے پاس اوڑھنے کے لئے کچھ نہ تھا۔ آپ نے کہلا بھیجا کہ حضور رات سردی لگنے کا اندیشہ ہے۔ حضورؑ نے نہایت شفقت سے ایک

رضائی اور ایک دھسہ ارسال فرمایا اور فرمایا کہ رضائی محمود کی اور دھسہ میرا ہے۔ جو آپ پسند فرمائیں رکھ لیں اور اگر چاہیں تو دونوں رکھ لیں۔ آپ نے رضائی رکھ لی اور دھسہ واپس بھیج دیا۔

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ 103 روایت نمبر 430)

خلافت اولیٰ میں خدمات

حضرت مفتی محمد صادق صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی بھی اُسی جذبہ، شوق اور ولولہ کے ساتھ اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہے جس شوق اور جذبہ سے مہدی دوراںؑ کی کیا کرتے تھے۔

خلافت اولیٰ کے دور بابرکت میں مفتی صاحب نے برصغیر کے طول وعرض میں اعلائے کلمۃ اللہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانے کے لئے ہزاروں میل کا سفر کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے احکام کے مطابق ہندوستان کے دور دراز علاقوں تک پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ کے جلسوں پر انتہائی مدلل اور مؤثر تقاریر کیں۔

روحانیت سے لبریز اور تاثیر سے پُر ان تقاریر میں آپ نے نہ صرف ہزارہا احمدی احباب کی پیاس کو بجھایا بلکہ ہزارہا غیر احمدی احباب کو بھی احمدیت کا پیغام انتہائی مؤثر اور دلکش رنگ میں پیش کیا۔

دورِ خلافت ثانیہ میں خدمات

حضرت مفتی صاحب نے جس طرح خلافت اولیٰ کے دور بابرکت میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے ارشاد کے مطابق ہندوستان کے طول وعرض میں اپنی تقاریر اور لیکچروں کے ذریعہ دعوت الی اللہ کی اسی طرح آپ نے دورِ خلافت ثانیہ میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حکم سے ہندوستان کے متعدد مقامات پر احمدیت کا پیغام بڑی کثرت سے پھیلایا۔

خلافت ثانیہ کے وقت غیر مبائعین (لاہوری گروہ جو خلافت حقّہ کا منکر ہوگیا) کے فتنے نے جماعت احمدیہ میں تفرقہ وانتشار کی خطرناک فضا قائم کرنے کی کوشش کی۔ غیر مبائع حضرات خلافت کے خلاف جگہ جگہ زہر پھیلانے میں مصروف تھے، خصوصاً ان علاقوں میں جو مرکز سے دور تھے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس زہرناک پروپیگنڈہ کے تریاق کے لئے حضرت مفتی صاحب کو کئی جگہ بھیجا۔ حضرت مفتی صاحب نے کئی دور دراز علاقوں کے سفر کرکے خلافت کی اہمیت و برکات سے آگاہ کیا اور اس زہر کا بہترین تریاق کیا۔ اس مقصد کی تکمیل کے ساتھ ساتھ آپ نے جگہ جگہ خوب دعوت الی اللہ کی۔

سفر انگلستان

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی شدید خواہش تھی کہ یورپ کے ظلمت کدے آسمانی نور سے جلد منور ہوں اور بلاد کفر میں خدائے واحد و یگانہ کی منادی کی جائے۔

حضرت مفتی صاحب کو اس مقدس خواہش کی تکمیل میں ابتدائی دور میں بھرپور حصہ لینے کی توفیق ملی۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب انگلستان میں دعوت الی اللہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حکم پر 10 مارچ 1917ء کو قادیان سے روانہ ہوئے۔ آپ کے سینے میں کفر کو پاش پاش کرنے کی تڑپ اور آہنی عزم اور مضبوط ارادوں کا اندازہ ان الفاظ سے ہوتا ہے جو آپ نے مدرسہ احمدیہ کی طرف سے 5 مارچ 1917ء کو دی گئی الوداعی پارٹی کے موقع پر فرمائے تھے۔ آپ نے فرمایا:

> ”میں ولایت میں اس لئے نہیں جارہا کہ وہاں کے رہنے والوں کی تقلید کروں۔ بلکہ اس لئے جارہا ہوں کہ ان کو اپنی تقلید کراؤں“

(الفضل 10 مارچ 1917ء)

دوران سفر کامیابیاں

آپ چونکہ دعوت الی اللہ کے لئے انگلستان روانہ ہو رہے تھے۔ آپ کے سینہ میں دعوت الی اللہ کا اس قدر جوش اور جذبہ تھا کہ دوران سفر بھی آپ نے مسافروں کو خوب دعوت الی اللہ کی۔ جس کے نتیجے میں کئی افراد سلسلہ احمدیت میں داخل ہوئے۔ مثلاً آپ کے جہاز پر سوار ہونے کے چوتھے دن ایک انگریز (مؤمن) ہوگیا جس کا نام داؤد رکھا گیا۔ 26 مارچ کو دو اشخاص سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوگئے۔ ان میں سے ایک پنجاب اور دوسرا بمبئی کے علاقے سے تعلق رکھتا تھا۔

17/اپریل1917ءکوآپ بخیریت انگلستان پہنچ گئے اور پہنچتے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کوتار دیا کہ

Reached London Safely
Mufti Sadiq

(الفضل24/اپریل1917ء)

لندن میں حضرت مفتی صاحب کی دعوت الی اللہ سے سب سے پہلے جس شخص کو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق ملی اس کا نام سپیرو(Sparrow) تھا۔

(الفضل12,9جون1917ء)

Sparrow عربی زبان کے لفظ عُصفُوْر سے نکلا ہے جس کے معنے چڑیا کے ہیں۔گویا یہ پہلا سفید پرندہ یا چڑیا تھی جو حضرت مفتی صاحب نے لندن میں آ کر پکڑی۔

ایک اور شخص نے بھی مفتی صاحب کے ذریعے بیعت کی جس کا نام برڈ(Bird) تھا۔عجیب اتفاق ہے کہ پہلے جس شخص نے بیعت کی اس کا نام Sparrow یعنی چڑیا تھا۔یہ دوسرے صاحب تھے جس کے معنے پرندہ کے ہیں۔

(الفضل12,9جون1917ء)

گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق کہ لندن شہر میں مَیں نے بہت سے سفید پرندے پکڑے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو ایک پہلو سے ظاہری الفاظ میں بھی پورا کر دیا۔

سفر امریکہ

دسمبر1920ء کا جلسہ سالانہ قادیان جماعتی روایات کے مطابق منعقد ہو رہا تھا۔ جماعت احمدیہ کے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 27دسمبر کی تقریر میں جماعت احمدیہ کے جانثار اور فدائی فرزندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”تمہیں ساری دنیا کے لئے (مربی) بنایا گیا۔اس فرضِ (دعوت الی اللہ) کے بھی دو حصے ہیں۔ اوّل اپنے مذہب والوں کو امر بالمعروف کرنا۔دوسرے غیروں میں (دعوت الی اللہ) کرنا۔..... خدا کا وعدہ ہے کہ ہم کامیاب ہوں گے۔اگرچہ ہم بہت کمزور ہیں۔مگر خدا طاقتور ہے۔ہم نے افغانستان میں،ایران میں مشن قائم کرنے ہیں۔امریکہ کے متعلق ایک رؤیا میں نے پہلے سنائی تھی اب ایک اور ہوئی ہے۔مفتی صاحب عنقریب انشاءاللہ امریکہ چلے جائیں گے۔“

(الفضل8جنوری1920ء)

چنانچہ حضرت مفتی صاحب اپنے پیارے امام کے ارشاد کے مطابق انگلستان کی زمین کو خیر باد کہتے ہوئے 26جنوری1920ء کو بعزم امریکہ لندن سے روانہ ہوئے۔

دعوت الی اللہ کے شوق اور جذبے سے سرشار حضرت مفتی محمد صادق صاحب سفر میں بھی مسلسل موقع محل کے مطابق دعوت الی اللہ کرتے چلے گئے۔یہاں تک کہ دوران سفر آپ کے ذریعے 5 چینی باشندے جماعت احمدیہ میں داخل ہوگئے۔

(الفضل26/اپریل1920ء)

امریکہ میں داخلہ میں رکاوٹ

جب حضرت مفتی صاحب امریکہ کے ساحل پر جہاز سے اترے تو افسران محکمہ امیگریشن نے آپ کو امریکہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ان کے دل برداشت نہ کر سکے کہ ایک (مؤمن) مشنری ان کے ملک میں (دین حق) کی (دعوت الی اللہ) کرے اور عیسائیوں کو (مؤمن) بنائے۔

جب مفتی صاحب کے آقا سیدنا محمود نے سنا کہ ان کے غلام کو امریکہ داخلہ سے روکا جارہا ہے تو آپ نے سیالکوٹ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

''امریکہ کے پاس جہاز ہیں۔ وہ سمجھتا ہے کہ یورپ کی طاقتیں اس سے ڈرتی ہیں۔ پھر اس کو اپنی فوجوں پر ناز ہے۔مگر باوجود اپنے ان سامانوں کے وہ ہمیں داخلہ سے نہیں روک سکتا۔ ہم امریکہ میں داخل ہوں گے۔ اور ضرور داخل ہونگے ...... مجھے خدا تعالیٰ نے بتا دیا تھا کہ مفتی صاحب امریکہ میں ضرور داخل ہوں گے۔''

(الفضل 18 دسمبر 1923ء)

اِدھر آقا نے یہ اعلان کیا تو اُدھر غلام نے ساحل امریکہ پر بیٹھے ہوئے افسران محکمہ امیگریشن کے فیصلہ کا انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ میں اب واپس نہیں جاؤں گا۔

حضرت مفتی صاحب تو خدا تعالیٰ کے شیر تھے جو امریکہ کو فتح کرنے کی بنیادی اینٹ رکھنے گئے تھے۔خدا کے شیر کسی کے آگے جھکا نہیں کرتے۔ان دیوانوں کے

عزم صمیم کے آگے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں اور طوفان اپنا منہ موڑ کر واپس چلے جاتے ہیں۔ان متوالوں کے ارادے اور حوصلے دریاؤں کو چیر ڈالتے ہیں اور پہاڑوں کو کاٹنے پر کمر ہمت کس لیتے ہیں۔ چنانچہ مفتی صاحب نے یہ فیصلہ نامنظور کر کے ان کے بڑے افسروں کے پاس محکمہ سیکرٹریٹ میں جو واشنگٹن میں تھا داخلہ کی اپیل کی۔ خدا تعالیٰ نے ان کے دلوں کو نرم کیا اور انہوں نے مفتی صاحب کے امریکہ میں داخلہ کی اپیل منظور کر لی لیکن ساتھ یہ حکم دیا کہ جب تک فیصلہ نہ ہو جائے شہر میں آنے کی اجازت نہیں ہے اور ساحل سمندر پر ایک مکان میں الگ رہنے کی ہدایت کی۔ دو ماہ بعد بہت سی تکالیف اٹھانے کے بعد آخر آپ کو اجازت مل گئی اور آپ نیویارک میں چلے گئے اور آخر کار خدا کا شیر اپنے آقا کی پیشگوئی کے مطابق کہ ''مجھے خدا تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ مفتی صاحب امریکہ میں ضرور داخل ہوں گے'' امریکہ میں داخل ہوا۔

حضرت مفتی صاحب نے پہلے نیویارک میں رہائش اختیار کی لیکن بعد میں چند وجوہات کی بناء پر آپ نے نیویارک کی بجائے شکاگو کو امریکہ کا جماعتی مرکز بنایا۔

Look Jesus Christ

ایک دفعہ آپ شکاگو کے بازار سے گذر رہے تھے کہ ایک عمارت سے ایک لڑکی کی آواز آئی اس نے اپنی ماں کو مخاطب کر کے نہایت خوشی سے پکارا۔

Look! Look! Mother, Jesus Christ has come!

یعنی ماں دیکھو، دیکھو کہ یسوع مسیح آ گئے ہیں۔

اس پر اس کے ماں باپ نے آپ کو اوپر بلایا اور آپ کا انٹرویو لیا۔ آپ نے انہیں بتایا کہ میں "Christ" نہیں ہوں بلکہ مسیح پاک کا ایک خادم ہوں۔ آپ نے انہیں دعوت الی اللہ کی اور پمفلٹ دیئے۔

(مقالہ سیرت حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ 467-468)

اسی طرح مکرم صوفی عبدالغفور صاحب سابق مشنری امریکہ نے روایت بیان کی کہ ایک دفعہ حضرت مفتی صاحب نے بتایا کہ وہ شکاگو کے ایک بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک پادری آیا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ پادری صاحب نے آپ کو بلایا۔ اور بتایا کہ میں دوکان پر بیٹھا تھا کہ اس لڑکے نے آپ کو دیکھ کر کہا

Father! Father! Jesus Christ! Jesus Christ!

آپ نے ان کو بتایا کہ میں مسیح نہیں ہوں بلکہ مسیح محمدی کا ایک غلام ہوں اور آپ نے انہیں دعوت الی اللہ کی۔

اسی طرح مکرم صوفی صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ حضرت مفتی صاحب بتاتے تھے کہ ایک دفعہ آپ ایک دوکان پر گئے وہاں پر چند عورتیں تھیں۔ ان کے ساتھ ایک چھوٹا بچہ تھا۔ اس نے آپ کو دیکھا تو اپنی ماں کو جو سودا سلف خریدنے میں مشغول تھی کھینچنا شروع کیا اور نہایت سرگوشی کے رنگ میں آہستہ آہستہ اس نے کہا کہ

Mother! Mother! Jesus Christ! Jesus Christ!

(مقالہ سیرت حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ 468)

حضرت مفتی صاحب نے اللہ تعالیٰ سے امریکہ میں تین عظیم امور کے لئے دعا

کی۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ انہیں امریکہ میں مخلصین کی ایک جماعت عطا فرمائے جو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہوں۔ دوسرے یہ کہ دین حق کی اشاعت کیلئے انہیں ایک میگزین نکالنے کی طاقت دے۔ تیسرے ایک بیت الذکر کی تعمیر کے لئے دعا کی جس میں اللہ تعالیٰ کے نام کی پرستش کی ہو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تینوں خواہشات کو پورا کیا۔ مخلص جماعت بھی آپ کو عطا ہوئی۔ میگزین ''(مومن) سن رائز'' شائع ہونا شروع ہوگیا۔ اور دلی تمنا کے مطابق جولائی 1922ء میں آپ نے ایک دوکان خرید کر اس کو بیت الذکر میں تبدیل کر دیا اور گنبد، محراب اور منبر وغیرہ بھی بنائے۔ اس کے علاوہ ایک اور بیت الذکر بھی آپ کے دور میں بن گئی۔

چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

''فلاڈلفیا۔ یہ اس ملک میں دوسرے درجے کا شہر ہے۔ تین سال ہوئے جب میں پہلے یہاں اترا تھا اور ساحل سمندر پر چھ ہفتہ روکا گیا تھا۔ اس وقت کی خوابیں اور امیدیں آج پوری ہو رہی ہیں۔ اس وقت بھی اخباروں نے میرے متعلق مضامین لکھے تھے اور اب پھر چار روزانہ اخباروں کے ایڈیٹر ملنے آئے۔ اور میری تصویر کے ساتھ لمبے مضامین شائع کئے کہ تین سال میں اللہ تعالیٰ نے مجھے سات سو (نومبائعین) اس ملک میں عطا کئے اور (بیت الذکر) اور مشن ہاؤس قائم ہوا اور رسالہ جاری ہوا۔ فالحمد للہ''

(الفضل 9/ اکتوبر 1923ء)

ساڑھے تین سال سے زائد عرصہ آپ امریکہ کے گلی کوچوں میں مسیح محمدی کی منادی دینے کے بعد 18 ستمبر 1923ء کو جہاز پر سوار ہو کر عازم قادیان ہوئے۔

(الفضل 30 اکتوبر 1923ء)

اس عرصہ میں آپ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے 700 افراد کو جماعت احمدیہ میں داخل کیا۔ (الفضل 9 اکتوبر 1923ء)

جب آپ قادیان روانگی کے لئے امریکہ سے جہاز پر بیٹھے تو امریکہ کی طرف دیکھ کر بے اختیار آنکھیں پُر آب ہو گئیں۔ اس لئے نہیں کہ آپ کو امریکہ رہنے کا شوق تھا یا جدائی تکلیف دہ تھی بلکہ آپ فرماتے ہیں:

''اس لئے کہ جس خدمت پر میں مامور کیا گیا تھا اس کا حق پورے طور سے مجھ سے ادا نہ ہوا۔ جب قادیان جیسے دیار محبوب کو چھوڑا تو امریکہ کیا چیز ہے کہ اس کا چھوڑنا رنج دہ ہو۔ مجھے تو اب ساری زمین ایک ہی شہر دکھائی دیتی ہے اور حضرت محمود کے حکم کے ماتحت دینی خدمات کے واسطے مشرق و مغرب سب میرے لئے یکساں ہو رہا ہے۔ نہ مجھے کسی ملک یا کسی شہر میں رہنے کی خواہش اور نہ کسی سے نکلنے کی آرزو باقی ہے۔ جو حضرت امام کا حکم ہو اس کی تابعداری میں فخر، راحت اور آرام ہے۔.......... ہاں میں مُقِرّ (اقراری) ہوں کہ میں حق خدمت کا بجا نہیں لا سکا۔ اور اللہ تعالیٰ کی غفاری، ستاری اور غریب نوازی سے بخشش اور پردہ پوشی کا امیدوار ہوں۔''

(الفضل 30 اکتوبر 1923ء)

آپ 18 ستمبر 1923ء کو امریکہ سے روانہ ہو کر 4 دسمبر 1923ء کو قادیان پہنچ گئے۔

(الفضل 7,4 دسمبر 1923ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ایک مجمع کثیر کے ساتھ سڑک کے موڑ کے قریب حضرت مفتی صاحب کا استقبال کیا۔ حضرت مفتی صاحب نے حضور سے مصافحہ کرتے ہوئے دیر تک دست بوسی کی۔ اس وقت خوشی اور مسرت کے جذبات آنسوؤں کی شکل میں آپ کی آنکھوں سے ڈھلک رہے تھے۔

امریکہ سے واپسی پر خدمات

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی 1924ء میں دورہ یورپ پر تشریف لے گئے تو آپ نے قادیان میں اپنی غیر حاضری میں مکرم مولانا شیر علی صاحب کو امیر مقامی مقرر فرمایا اور ان کے ساتھ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت مفتی صاحب کو نائب امیر مقرر فرمایا۔

(الفضل 22 جولائی 1924ء)

1926ء میں آپ ناظر امور عامہ و خارجہ کے عہدہ پر فائز رہے اور دس سال تک اس عہدہ پر متمکن رہے۔ 1935ء میں تحقیقات قبر مسیح کے سلسلہ میں کشمیر گئے اور جب واپس آئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے آپ کو پرائیویٹ سیکرٹری کے عہدہ پر متعین کیا۔ لیکن پیشاب کی بیماری کے باعث دو سال کے بعد ہی یعنی 1937ء میں آپ کو پنشن دے کر سلسلہ عالیہ کے کاموں سے فارغ کر دیا گیا۔

(لطائف صادق صفحہ 125، 126)

حضرت مفتی صاحب کی امریکہ سے واپسی کے بعد ایک بہت نمایاں خدمت آپ کے ہندوستان کے طول وعرض میں دعوت الی اللہ کے لیکچرز، تقاریر اور دورہ جات ہیں۔ آپ کو برصغیر کے بیسیوں شہروں میں جا کر جماعتی جلسہ ہائے سالانہ پر تقاریر کا موقعہ ملا اور متعدد شہروں میں دعوت الی اللہ کے لیکچر دیئے جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حقیقی پیغام پہنچایا۔ چونکہ آپ انگلستان وامریکہ میں 7 سال گذار کر آئے تھے۔ اور آپ اپنی تقاریر میں ان ایمان افروز واقعات کا بھی ذکر کرتے تھے جو اس عرصہ میں آپ سے پیش آئے اس لئے لوگ بڑے شوق اور ذوق کے ساتھ آپ کے لیکچروں میں شمولیت فرماتے تھے۔

علاوہ ازیں حضرت مفتی صاحب کو مرکزی جلسہ ہائے سالانہ پر بھی متعدد بار تقاریر کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

وصال

آخر مسیح الزماں کا یہ محبّ صادق مخلص دوست، لائق اور صالح نوجوان سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک برگزیدہ رکن، مجاہد احمدیت، مربیّ دین حق، انگلستان اور امریکہ کے ظلمت کدوں میں توحید کی شمعیں روشن کرنے والا عظیم وجود تقریباً 85 برس کی عمر پا کر مورخہ 13 جنوری 1957ء بروز اتوار صبح چھ بج کر 35 منٹ پر ربوہ میں اپنے رفیق اعلیٰ سے جاملا۔ اور اہل دنیا کو ہمیشہ ہمیش کے لئے داغ مفارقت دے گیا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

؎ راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تری رضا ہو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بعد از نماز عصر بیت مبارک میں نماز جنازہ پڑھائی۔ اور آپ کے جنازہ کو کندھا دیا۔ اپنے دست مبارک سے مٹی ڈالی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا کروائی اور اس طرح اپنے پیارے غلام اور مجاہد کو رخصت کیا۔

(الفضل 15 جنوری 1957ء)

دلچسپ اور ایمان افروز واقعات

حضرت مفتی صاحب کی زندگی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی شاندار خدمات کے طویل زمانہ میں بڑے دلچسپ اور ایمان افروز واقعات، پرلطف مباحثات اور پرکیف لطائف سے لبریز ہے۔ ان دلچسپ واقعات ومباحثات میں سے طوالت کے خوف سے صرف چند ایک یہاں درج کئے جاتے ہیں جو حضرت مفتی صاحب کے تقویٰ، قابلیت اور اعلیٰ کردار کے عظیم مجاہد ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ یہ واقعات لطائف صادق مرتّبہ محمد اسمٰعیل پانی پتی اور تحدیث بالنعمۃ از حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے لئے گئے ہیں۔

خدائی تصرف

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب نے لاہور کی پنجاب پبلک لائبریری میں ایک کتاب دیکھی جس میں یوز آسف کے نام پر ایک گرجا کا حوالہ دیا گیا تھا۔ مفتی

صاحب نے اس کا ذکر قادیان آکر حضرت اقدس سے کیا۔حضرت نے فرمایا ''وہاں سے وہ کتاب لے آئیں۔''

جب مفتی صاحب لائبریری میں گئے تو اس کتاب کا نام بھول گئے۔ ہر چند تلاش کیا مگر کتاب نہ ملی۔ جب تک نام معلوم نہ ہو کتاب کس طرح مل سکتی تھی۔ لائبریرین نے بھی عذر کر دیا۔ناچار واپس آکر حضرت صاحب سے صورت معاملہ بیان کر دی۔

اس واقعہ کے ایک ہفتہ کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا کہ مفتی صاحب آپ پھر جائیے۔اب کے وہ کتاب آپ کو مل جائے گی۔

مفتی صاحب نے حکم کی تعمیل تو کی۔مگر حیران تھے کہ جب نام ہی یاد نہیں تو کتاب کو کس طرح اور کہاں تلاش کروں۔

خیر اسی فکر میں مفتی صاحب لائبریری پہنچے۔ اس وقت اتفاق سے لائبریرین ضرورتاً ایک آدھ منٹ کے لئے باہر چلا گیا۔اس کی میز پر ایک کتاب پڑی ہوئی تھی۔ مفتی صاحب نے بغیر کسی خیال کے ویسے ہی اسے اٹھا لیا۔کھولا تو مطلوبہ کتاب تھی۔

اس خدائی تصرف کو دیکھ کر مفتی صاحب حیران رہ گئے۔لائبریرین آیا تو مفتی صاحب نے یہ عجیب وغریب واقعہ اس سے بیان کیا کہ حضرت صاحب نے فرمایا تھا ''جاؤ کتاب مل جائے گی'' اور غیر متوقع طور پر کتاب فوراً مل گئی۔

لائبریرین نے کہا کہ جناب اگر آپ کچھ دیر پہلے آتے تب بھی آپ کو یہ کتاب نہ ملتی کیونکہ ابھی ابھی باہر سے آئی تھی۔اور اگر ذرا بھی دیر کے بعد آتے تب بھی یہ کتاب آپ کو نہ ملتی کیونکہ میں اسے فوراً اس کی جگہ رکھوا دیتا۔اب اسے لے جائیں

اور حضرت صاحب کو دکھائیں۔ چنانچہ اس کتاب کا حوالہ حضور نے اپنی کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' درج فرمایا ہے۔

(لطائف صادق صفحہ 62)

دعا کا ایک عجیب کرشمہ

حضرت مفتی صاحب نے سنایا کہ ''جب میں ہندوستان سے انگلینڈ کے لئے روانہ ہوا تو پاسپورٹ کی رو سے راستہ میں فرانس نہیں اتر سکتا تھا لیکن میرا بڑا دل چاہتا تھا کہ فرانس میں اتروں۔اس کا ذکر میں نے افسر جہاز سے کیا۔اس نے کہا تم فرانس میں صرف اس صورت میں اتر سکتے ہو جب تمہارے پاس اتنا خرچ ہو۔جب میں نے اپنے سرمایہ کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ جس قدر کپتان کہتا ہے کہ خرچ ہوگا۔میرے پاس اس سے دو پونڈ کم تھے۔میں نے سوچا کسی سے یہ رقم قرض لے لوں۔مگر جہاز میں میرا کوئی بھی شناسا نہ تھا۔کس سے لیتا۔آخر جب بالکل مایوس ہو گیا تو میں نے دعا کی کہ اے زمین اور آسمان کے مالک! اے خشکی اور تری کے خالق! تو ہر چیز پر قادر ہے اور تجھے ہر قسم کی قدرت اور طاقت حاصل ہے۔تو جانتا ہے کہ مجھے اس وقت دو پونڈ کی ضرورت ہے پس تو مجھے یہ دو پونڈ دیدے۔خواہ آسمان سے گرا یا سمندر سے نکال مگر دے ضرور۔ میں نے بہت ہی الحاح اور زاری کے ساتھ خدا سے دعا مانگی اور دعا مانگنے کے بعد مجھے پختہ یقین ہو گیا کہ مجھے دو پونڈ ضرور مل جائیں گے۔مگر میری یہ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ بالکل اجنبی جگہ اور بالکل اجنبی آدمیوں میں یہ دو پونڈ کس طرح ملیں گے؟

یہ جنگ یورپ کا زمانہ تھا۔ جہاز چلتے چلتے یکدم ایک ایسی جگہ ٹھہر گیا جہاں پہلے کبھی نہیں ٹھہرا تھا۔ میں نے اس خیال سے کہ جنگ کا زمانہ ہے ممکن ہے اس جگہ ہمارے کچھ احمدی دوست ہوں، میں نے کپتان جہاز سے کہا کہ مجھے خشکی پر جانے کی اجازت دیں۔ لیکن اس نے صاف انکار کر دیا اور کہا آپ یہاں ہرگز نہیں اتر سکتے۔ ہم تو ویسے ہی یہاں محض سمندر کی حالت معلوم کرنے کے لئے اتفاقاً کھڑے ہو گئے ہیں ورنہ اس سے پہلے یہاں آج تک کبھی کھڑے نہیں ہوئے۔

تھوڑی دیر میں مَیں نے دیکھا کہ ایک کشتی جہاز کی طرف آ رہی ہے میں نے کپتان سے کہا کہ یہ کشتی یہاں کیوں آ رہی ہے۔ جب یہاں اترنے کی اجازت ہی نہیں؟ کپتان نے کہا مجھے پتہ نہیں کہ کیوں آ رہی ہے۔ پاس آئے تو حالات کا علم ہو۔

جب کشتی جہاز کے قریب آئی تو میں نے پہچانا کہ اس میں ہمارے بھائی حاجی عبدالکریم صاحب تھے۔ انہوں نے کسی طرح سن لیا تھا کہ میں فلاں جہاز سے انگلستان جا رہا ہوں اور فلاں وقت جہاز یہاں سے گذرے گا۔ ان کو معلوم تھا کہ جہاز یہاں نہیں ٹھہرے گا۔ پھر بھی وہ ساحل پر آ گئے تھے۔ لیکن جب جہاز جزیرہ کے سامنے آ کر اچانک ٹھہر گیا تو وہ فوراً کشتی لے کر جہاز کے پاس آ گئے۔ کپتان نے ان کو دریافت حال کے لئے اوپر آنے کی اجازت دی خیر وہ مجھ سے ملے اور اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد جب رخصت ہونے لگے تو یہ کہہ کر دو پونڈ میری جیب میں ڈال دیے کہ ''مجھے کچھ مٹھائی آپ کے ساتھ کے لیے لانی چاہیے تھی مگر مجھے تو اس کا وہم بھی نہ تھا

کہ جہاز ٹھہر جائے گا اور میں آپ سے مل سکوں گا۔ اس لئے یہ دو پونڈ مٹھائی کے ہیں رکھ لیں۔''

فی الحقیقت دعا ایک بڑی ہی عجیب وغریب چیز ہے جو ہر مشکل موقع پر کام آتی ہے۔''

(لطائف صادق صفحہ 66,65)

مفتی صاحب بچے ہوئے گیہوں ہیں

''1917ء میں جب کہ جنگِ عالمگیر اپنے پورے شباب پر تھی۔ حضور خلیفۃ المسیح نے مجھے حکم دیا کہ (دعوتِ دینِ حق) کے لئے انگلستان جاؤ۔

عورتوں نے حضور کی خدمت میں عرض کی حضور سمندری سفر خطرے سے خالی نہیں۔ لوگ گیہوں کی طرح پس رہے ہیں۔ اگر حضرت مفتی صاحب کو ابھی روک لیا جائے تو بہتر ہے۔ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ گیہوں چکی میں پسنے کے لئے ڈالے جاتے ہیں۔ مگر ان میں سے بھی کچھ اوپر رہ جاتے ہیں جو نہیں پستے۔ تو یہ مفتی صاحب بچے ہوئے گیہوں ہیں پسنے والے نہیں۔

جب ہمارا جہاز بحیرہ روم میں داخل ہوا تو جہاز کے کپتان نے جہاز کے تمام مسافروں کو اوپر ڈیک پر بلایا اور ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ یہ سمندر جس میں ہم داخل ہوئے ہیں جرمن جہازوں سے بھرا پڑا ہے۔ اور معلوم نہیں کہ کب ہمارا جہاز ان کے نشانے سے ڈوب جائے۔ اگر ایسا ہوا تو جہاز کے ڈوبنے سے پہلے ایک سیٹی بجے گی۔ چنانچہ کپتان نے سیٹی بجا کر سنائی۔ پھر کہا کہ جب یہ سیٹی بجے تو یہ کشتیاں جو

جہاز کے دونوں طرف لٹک رہی ہیں۔ آپ لوگوں کے لئے ہیں۔ پھر اس نے نام بنام کشتیوں کے نمبر بتائے اور سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ ایسے موقعہ پر اپنی اپنی کشتیوں میں بیٹھ جائیں۔ پھر یہ کشتیاں جہاں کہیں آپ لوگوں کو لے جائیں آپ کی قسمت۔ ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے۔

کپتان کے اس لیکچر کو سننے کے بعد میں اپنے کمرے میں آیا اور اس خطرے سے بچنے کے لئے اللہ کریم سے گڑ گڑا کر دعا کی۔ اسی رات میں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے کمرے میں کھڑا ہوا ہے اور مجھے انگریزی میں کہتا ہے۔

''صادق یقین کرو یہ جہاز سلامت پہنچے گا''

اس خوشخبری کو پا کر میں نے تمام مسافروں کو اور کپتان کو اطلاع دی اور ایسا ہی ہوا۔ ہمارا جہاز ساحل انگلستان پر سلامتی سے پہنچ گیا۔ کئی جہاز ہمارے سامنے آگے پیچھے، دائیں بائیں ڈوبے۔ ان جہازوں کی لکڑیاں پانی میں تیرتی ہوئی دیکھیں۔ مگر خداوند تعالیٰ نے ہمارا جہاز سلامت پہنچا دیا۔''

(لطائف صادق صفحہ 131,130)

ایک بوڑھی عورت

''ایک دفعہ امریکہ کے مشہور شہر شکاگو کی ایک سڑک سے گزر رہا تھا۔ ایک چھوٹا بچہ آیا اور کہا کہ آپ کو میری ماں بلاتی ہے۔ میں بچے کے ساتھ ان کے گھر پہنچا جہاں ایک بوڑھی عورت نے استقبال کیا۔ خاطر و مدارات کے بعد اس نے کہا کہ میں ابھی

چھوٹی عمر میں تھی کہ مجھے خیال ہوا کہ میں تحقیقات کروں کہ دنیا میں سب سے زیادہ سچا مذہب کونسا ہے۔ سو اس خیال سے کئی ایک مذاہب میں داخل ہوئی اور دعائیں کرتی رہی۔ مگر کہیں سے میری تشفی نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ میری شادی ہوئی۔ بچے ہوئے پوتے ہوئے۔ مگر میری اس دعا کی قبولیت مجھے نصیب نہ ہوئی۔ آج سے دو سال قبل ایک رات میں اسی آرام کرسی پر لیٹی ہوئی اس خیال میں رونے لگی کہ میں نے عمر بھر خدا تعالیٰ سے دعا کی وہ بھی قبول نہ ہوئی اور میں غم میں روتے روتے سوگئی۔ تب خواب میں ایک فرشتہ دیکھا۔ اس نے کہا بیگم غم نہ کرو۔ تمہاری دعا سنی گئی۔ ادھر دیکھو وہ کون جا رہا ہے۔ جب میں نے کھڑکی سے اس طرف نگاہ کی تو مجھے ایک مشرقی شخص دکھائی دیا۔ پھر اس فرشتے نے کہا۔ یہ شخص یہاں یعنی امریکہ میں آ رہا ہے۔ جو مذہب وہ لائے گا وہ سچا ہے۔ تم اس کو قبول کرو۔

میں اس خواب کے بعد کئی دن تک اس کھڑکی سے ہر آنیوالے کو دیکھتی رہی۔ آخر مجبور ہو کر نا امیدی کو پاس بلا لیا۔ آج اتفاق سے میں پھر کسی ارادے کے بغیر یہاں بیٹھی تھی اور آپ کو جاتے ہوئے دیکھا۔ میری آنکھوں میں وہ خواب پھر گیا۔ میں پہچان گئی کہ جو شخص خواب میں دکھایا گیا وہ آپ ہیں۔ پھر اس نے (دین حق) قبول کیا۔''

(لطائف صادق صفحہ 137,136)

سمندر کا جوش ساکن ہو گیا

''ایک بحری سفر میں ایک دن سمندر بڑے جوش میں آ گیا۔ سمندر کی لہروں نے

جہاز کوایسی حرکت میں ڈالا کہ دوران سر، متلی اور قے سے طبیعت بہت بیمار ہوگئی۔تب
میں نے سمندر کو مخاطب کر کے کہا کہ اے سمندر تو جانتا ہے کہ کون اس جہاز میں
سوار ہے۔ایک مسیح کا حواری صرف دعوت (دین حق) کے واسطے سفر کر رہا ہے۔ تجھے
شرم نہیں آتی ۔ کہ تو مجھے بے آرام کرتا اور تکلیف دیتا ہے ٹھہر جا، تا کہ جہاز میں حرکت
نہ ہو۔فوراً سمندر ساکن ہوگیا۔اور جہاز ایسے سکون سے چلتا تھا گویا ہم خشکی پر ہیں۔
فالحمدللہ ثم الحمدللہ''

دعا سے دوائی معلوم ہوگئی

ایک دفعہ میں بیمار ہوا۔ روز بخار آ جاتا۔حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب
(خلیفۃ المسیح الاوّل) کئی ایک دوائیں تجویز کر چکے مگر بخار نہ اترنے میں آیا۔رات کو
میں دعا کرتے سو گیا۔یہ الفاظ زبان پر آئے ''ایسائی ٹوڈا (assafoetida)''۔میں
اس وقت نہ جانتا تھا کہ اس کے کیا معنی ہیں صبح حضرت حکیم صاحب سے عرض کیا۔
فرمایا یہ ہینگ کا انگریزی نام ہے۔ یہ دوائی آپ کے بخار کے لئے بہت مفید ہوگی۔
کیونکہ یہ معدے کا بخار ہے۔افسوس ہے کہ مجھے اس کا خیال نہیں آیا۔چنانچہ ہینگ کا
ایک نسخہ تیار کیا گیا۔جس سے اسی دن بخار اتر گیا۔فالحمدللہ ثم الحمدللہ۔

(تحدیث بالنعمۃ صفحہ 6)

پیارے بچو! آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے مسیح موعودؑ کے ماننے
والوں اور پھر خلفاء احمدیت کی سچی اطاعت کرنے والوں کی کس طرح آپ آسمان

سے مدد کرتا ہے۔ہمیں بھی دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت نبی کریم ﷺ اور
حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کا سچا پیروکار اور خلافت احمدیہ کا سچا اطاعت
گزار بنائے۔آمین

کتابیات

۱۔ ذکر حبیب مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق
۲۔ تحدیث بالنعمۃ فرمودہ حضرت مفتی محمد صادق بار چہارم اپریل 1936ء
باہتمام محمد یامین اینڈ سنز مالک احمدیہ کتب خانہ قادیان
۳۔ لطائف صادق مرتبہ شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی
ادارہ: احمد اکیڈمی ربوہ۔ناشر جمال الدین انجم
مطبوعہ: لاہور آرٹ پریس 15 انارکلی لاہور
۴۔ مقالہ ''سیرت حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق''
مقالہ نگار مفتی احمد صادق ابن حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق
۵۔ سیرۃ المھدی از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب
۶۔ اخبار الفضل